مجالسِ شیخِ مکرّم مدّ ظلہ العالی

ایک تاثّر۔۔۔ایک حقیقت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً ومُصَلّیاً ومُسَلّماً:

صحبتِ اہلِ صفا، نُور و سرُور و حضُور
سرخوش و پُر سوز ہے لالہ لبِ آب جُو

سلاسل عالیہ (تصوف وتزکیہ) میں حصول فیض کا مدار صحبت شیخ پر ہے اس کے لیے کچھ آداب اور شرائط ہیں۔ سب سے پہلے استعدادِ قبولی فیض کے لیے مجاہدہ کرایا جاتا ہے۔ اس میں اول: اتباع احکام شریعت مطہرہ، دوم: ذکر اللہ پر مداومت (ذکر دوام) اور سوم: صحبت شیخ۔

صحبت شیخ کی برکت سے شیخ کے ساتھ مانست ومرافقت پیدا ہو جاتی ہے۔ مجالست سے یہ اُنس و یگانگت ترقی کرتا ہے۔ اس سے ربط قلب مع الشیخ کی جانب راہ کھلتی ہے۔ اس کے لیے (i) اعتقاد (ii) اعتماد اور (iii) انقیاد (اتباع کامل) ضروری ہے۔ ادھر سے طلب حقیقی کی تڑپ اور ادھر سے شفقت، جُود وکرم کی توجہات اٹھاؤ وانعکاس سے یہ دولت نصیب ہوتی ہے۔:

جسے چاہا در پہ بلا لیا، جسے چاہا اپنا بنا لیا
یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے۔

عزیز محترم ۔۔۔۔۔۔۔۔ نے فیصد رجت حضرت مکرم بیگ صاحب مدظلہ کی چند مجالس سے جو قلبی تاثّر بصورت فیض اخذ کیا ہے اُسے صفحہ قرطاس پہ رقم کرنے کی کوشش کی ہے جو بڑی حد تک کامیاب ہے۔

اللہ کرے زورِ رقم اور زیادہ

شیخِ کامل کی جوتیوں کی دھوڑ (خاک) بن جانے سے ہی یہ چیز ملتی ہے۔

چنیں مردے کہ یابی خاکِ اُوشو
اسیرِ حلقہء فتراکِ اُو شو

دعا گو دعا جُو
بنیاد حسین عفا اللہ عنہ
سرگودھا (پاکستان)
11 جولائی 2010ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خوش نصیب ہوتے ہیں وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ اپنے مقرب بندوں کی زیارت کروا دیتے ہیں اور بہت خوش نصیب ہوتے ہیں وہ لوگ کہ جن اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل وکرم سے ان کے مرید ہو جانے کی سعادت نصیب فرما دیتے ہیں۔ ہم میں سے کسی میں اتنی ہمت وطاقت نہیں کہ ہم اپنے پیرومرشد حضرت محمد احسن بیگ صاحب مدظلہ العالیٰ کے بارے میں کچھ تحریر کرسکیں۔ جن کی تعریف ان کے مرشد شیخ الشیوخ مجتہد فِی التصوف بحرالعلوم حضرت مولانا اللہ یار خاں علیہ الرحمہ والرضوان خود کر گئے۔ ساتھ میں کاملیت کی سند بھی عطا کر گئے۔ (بحوالہ خط مبارک جو قید کے دوران حضرت جیؒ نے لکھے) اللہ تعالیٰ ان کی عمر عزیز میں برکت عطا فرمائیں۔ ان کو صحت کاملہ عطا فرما کر دنیا کو ان سے مزید فیضیاب ہونے کے مواقع عطا فرمائیں (آمین)۔

اللہ تعالیٰ نے احسان فرمایا کہ حضرت جی کے بیانات تحریر میں لائے جا سکے۔ دعا ہے کہ رہتی دنیا تک میرے مرشد کے الفاظ زندہ رہیں اور ایک عالم ان سے مستفید ہو۔ یہ بیانات صرف چند ''اجتماعات'' سے لئے گئے ہیں جو زیادہ تر امریکہ اور کینیڈا میں فرمائے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ سلسلہ نہ صرف جاری رہے بلکہ ایک ایسا رسالہ بھی مرتب کیا جائے جس میں حضرت کی کرامات تحریر میں لائی جاسکیں۔ تاکہ ان سے تعلق رکھنے والوں کے دل مسرت سے لبریز ہو جائیں۔ (آمین)

یہ چند باتیں حضرت جی کے بارے میں ظاہری طور پر نظر آنے والی ہیں۔ حضرت کے باطنی کمالات کو تحریر کرنے اور پڑھنے کے لیے بڑی ہمت درکار ہے

قلب کی آنکھ یونہی کھل جاتی

مجھ میں گر ضبط کا یارا ہوتا

سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ اویسیہ:

جیسا کہ سب جانتے ہیں کہ ہمارے پیرومرشد حضرت محمد احسن بیگ صاحب مدظلہ العالیٰ استادِمکرم مولانا حضرت اللہ یار خاں صاحبؒ کے خلیفہ ہیں۔حضرت سید بنیاد حسین شاہ صاحب مدظلہ العالیٰ فرماتے ہیں کہ آپ استادِمکرمؒ کے محبوب خلیفہ ہیں۔

آپ کا تعلق سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ سے ہے۔ یہ سلسلہ دنیا میں کم یاب اور نایاب ہے۔ یہ سلسلہ گیارہ واسطوں سے رسول اللہ ﷺ سے ملتا ہے۔حضرت مجدد الف ثانیؒ اپنے مکتوب ۲۹۰ دفتر اول حصہ پنجم میں اپنے مرید مولانا محمد ہاشم کو سلسلۂ نقشبندیہ کے بارے میں لکھتے ہیں

''خوب جان لو کہ جو طریقہ سب طریقوں میں اقرب اور سب سے زیادہ (کتاب وسنت کے) موافق سب سے زیادہ قابلِ اعتماد سب سے زیادہ محفوظ، سب سے زیادہ مضبوط سچا، سب سے زیادہ راہ بتانے والا، سب سے برتر، سب سے بلند اور سب سے کامل ہے وہ طریقۂ نقشبندیہ ہے۔اللہ تعالیٰ اس طریقہ پر چلنے والوں کی ارواح کو مقدس اور اس سے محبت رکھنے والوں کے اسرار کو پاکیزہ بنائے۔اس طریقہ کی یہ تمام بزرگی اور اسکے بزرگوں کو یہ سبب علوشانی (محض دو وجہوں سے ہے) ایک اتباعِ سنتِ نبویہ کے التزام علی صاحبہا الصلوٰۃ والسّلام، (دوسرے) بدعت نامرضیہ سے اجتناب۔۔۔(تزکرۃ مجدد الف ثانیؒ)

یاد رہے کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کو چاروں سلسلوں کا خرقہ خلافت حاصل تھا

حضرت جی محمد احسن بیگ صاحب دامت برکاتہم کی پیدائش ۱۰ اگست ۱۹۴۴ کی ہے۔آپ حلقے میں اگست ۱۹۶۸ میں آئے۔آپ جماعت میں شامل ہونے والے پاکستان آرمی کے پہلے افسر تھے۔۱۹۷۱ کی جنگ میں انڈیا میں قید ہونا بھی اللہ تعالیٰ کی مصلحت میں شامل تھا۔رب العلمین کو آپ کے ذریعے وہاں جماعت تیار کرانا تھی۔صبح وشام ذکر فکر کے علاوہ ساتھیوں کی ایک دن کی تہجد کی نماز بھی نہیں چھوٹی۔فوجی ساتھیوں نے وہاں آپ سے قرآن شریف بھی پڑھا۔

انڈیا جانے سے پہلے استادِمکرم ؒخلافت نامہ اپنے ہاتھوں سے تحریر فرما کر عطا کر چکے تھے۔

آپ نے سب سے پہلا چلہ تبلیغی جماعت کے ساتھ ۱۹۶۱ میں مٹیرک کے بعد لگایا تھا جبکہ آپ کی عمر ۱۷ سال کی تھی۔آپ نے حضرت مولانا یوسفؒ سے ملاقات کی ہوئی ہے۔آپ نے شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحبؒ کی زیارت بھی کی ہوئی ہے۔انکے علاوہ آپ کی مولانا احمد علی صاحبؒ لاہوری سے ملاقات ۱۹۵۴ میں ہوئی تھی۔انھوں نے آپ کو پانی دم کر کے دیا تھا۔(جسکی تفصیل علیحدہ تحریر ہوگی)

تربیت مریدین:۔

حضرت جی اپنے شاگردوں کی تربیت نقشبندیہ طریقے کے مطابق کرتے ہیں اور ان کی تربیت میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے۔مریدوں کی تربیت کی خاطر خود چل کر ملکوں ملکوں تشریف لے جاتے ہیں۔سعودی عرب، کینیڈا، امریکہ، برطانیہ، متحدہ عرب امارات، سری لنکا وغیرہ میں کثیر جماعت ان ہی کے مبارک قدموں اور محنت سے تیار ہوئی ہے۔جہاں کم وبیش پاکستان کے ہر شہر میں جماعت ہے وہاں آسٹریلیا، انڈونیشیا، نیوزی لینڈ، ملائیشیا، سنگاپور، بنگلہ دیش، انڈیا وغیرہ میں بھی تربیت یافتہ مرید پہنچے ہوئے ہیں۔وہاں بھی اللہ تعالیٰ کا ذِکر کیا جاتا ہے اور جماعت بن رہی ہیں۔غرض یہ کہ انھوں نے اپنی پوری زندگی اصلاحِ امت کے لیے وقف کر دی ہے۔اس خانقاہی نظام کو چلانے کے لیے جگہ جگہ مراکز قائم کروائے ہیں۔ان مراکز کو بنانے اور آباد کروانے کا سہرا آپ ہی کے سر جاتا ہے۔

چاہے سردی ہو یا سخت گرمی، صحت ہو یا علالت تبلیغ کے کام میں کمی نہیں فرماتے حتیٰ کہ پچھلے سال ۲۰۰۹ میں شدید تکلیف میں پاؤں کے زخموں کی پرواہ کئے بغیر کسی ایک اجتماع کو بھی منسوخ نہیں فرمایا۔ حضرت جی بار بار ایک ہی بات دہراتے ہیں کہ ''یہ اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت اور خاص فضل ہے۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہے''۔

یہ تیرے کرم پہ ہے مُنحصر جسے چاہے جیسا کمال دے

کاملیت:

ہمارے استاد حضرت محمد احسن بیگ صاحب مدظلہ العالیٰ وہ استاد ہیں جن کو کاملیت کی سند اپنے مرشد سے ملی۔ چنانچہ استادِ مکرم حضرت مولانا اللہ یار خاںؒ اپنے ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں:

''میں پوری جماعت سے مخاطب ہوں، آپ دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھرو۔ پوری زمین کو چھان مارو۔ آپ کو کامل عارف نہ ملے گا محال ہے محال ہے اور خوب یاد رکھنا بیگ صاحب آپ کے پاس ہیں جو موجودہ حالت میں جناب والوں کے شیخ ہیں۔ ان کی عزت تمام مشائخ کی عزت ہے اور خوب یاد رکھنا ان کی کاملیت میں ذرہ برابر بھی شک محال ہے۔ بتاؤ جس شخص کو مراقبہ اَحدیت، معیت اقربیت ہو جاتا ہے۔ فناء فی الرسول ہو جائے سالک المجذوبی ہو جائے پھر بیگ کی کاملیت میں شک کرتا ہے تو وہ احمق نہیں تو کیا ہے؟ جو شخص عالمِ خاکی سے نکال کر بلکہ عالم ملکوتی سے بھی نکال کر عالم برزخ میں لے جا کر دربارِ رسالت ﷺ میں پیش کر دیتا ہے۔ میدانِ حشر دکھا دیتا ہے۔ اسکی کاملیت میں شک و شبہ کرنا، پھر بھی اس سے طلبِ کرامت کرنا حماقت نہیں تو کیا ہے''۔

عزیزو! ''حالت نازک صورت اختیار کر چکی ہے۔ آپ ہمہ تن بیگ سے لپٹ جاؤ۔ ان کی صحبت سے ہی تم کو جو کچھ حاصل ہو گا۔۔۔۔ ہو گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔''

مولانا حضرت اشرف علی تھانویؒ کی تصنیف قصد السبیل میں انھوں نے پیر کامل کی پہچان کے لیے دس نشانیاں تحریر فرمائی ہیں۔ میرے مرشد کامل ان تمام نشانیوں کی زندہ مثال ہیں۔ ان میں سے ایک نشانی تحریر ہے کہ پیر کامل کے مریدوں میں اکثر مرید شرع کے پابند ہونے چاہیئں۔ حضرت جی کی تربیت کا یہ اثر ہے کہ حلقے میں آتے ہی شاگرد شریعت پر چلنے والے بن جاتے ہیں۔ ان کے چہروں پر نبی کریم ﷺ کی سنت عیاں ہو جاتی ہے۔ یہ جماعت نقشبندیہ اویسیہ دنیا کی واحد جماعت ہے کہ بغیر سنت والی داڑھی کے مرید ڈھونڈھنے سے بھی نہیں ملتا البتہ وہ جو ابھی طفل مکتب ہیں۔

خود حضرت فرماتے ہیں کہ ان کی داڑھی سُچی ہے انھوں نے زندگی میں کبھی بھی شیو نہیں کی کم عمری سے ہی نوافل کے پابند ہیں۔ شب بیداری و تہجد سوائے سفر میں بھی نہیں رہتی الا ماشاء اللہ فرماتے ہیں کہ ''تہجد اور اوابین کے نوافل اس جماعت کا شعار ہیں'' حضرت کے نوجوان شاگرد بھی تہجد گزار ہیں۔ اسی طرح جہاں اجتماع ہوتا ہے ساتھیوں کی تہجد کی نماز نہیں جاتی جبکہ انگلینڈ کے اجتماع میں ڈیڑھ دو گھنٹے کا وقت رات کو ملتا ہے امریکہ کینڈا میں بھی رات صرف دو تین گھنٹے ہی ملتی ہے۔ (یہ گرمی کے موسم کے اجتماع کی بات ہے)۔

حضرت نہایت ہی نیک اور دیندار والدین کی اولاد ہیں۔ آپ کے والد حضرت مرزا محمد امین بیگ صاحبؒ علامہ اقبال کے استاد شمس العلماء مولوی میر حسن سیالکوٹی شمس العلماء کے شاگرد تھے۔ صرف و نحو (عربی گرامر) میں اس قدر ماہر تھے کہ ان کے سامنے کوئی حافظ یا قاری غلطی

نہیں کرسکتا تھا۔حضرت جی کی والدہ ایک رقیق القلب خاتون تھیں ایک دفعہ بارش کے باعث ان کی قبر کھل جانے کی وجہ سے تقریباً ۲ سال کا عرصہ گزر جانے کے باوجود لوگوں نے مشاہدہ کیا کہ قبر سے خوشبو اٹھ رہی تھی اور کفن ویسے کا ویسا سفید تھا۔اس پر لگا خون بھی سرخ اور تازہ تھا۔

دلِ جماعت:

۱۹۷۲ء میں سب سے پہلے خط میں آپ کے استادِ مکرّم نے آپ کو لکھا کہ آپ **دلِ جماعت** ہیں۔صوفیاء کی اس روحانی جماعت میں قلب کو جو اہمیت حاصل ہے وہ سب جانتے ہیں۔قلب ہی تمام لطائف کا اور ان میں آنے والے نور کا منبع ہے۔قلب کے روشن ہونے سے تمام لطائف میں روشنی آنا شروع ہو جاتی ہے۔تصور کریں کہ یہ جماعت ایک جسم کی طرح ہے اور حضرت بیگ صاحب دامت برکاتہ اسکا روشن قلب ہیں چنانچہ استادِ مکرّم نے پہلا خط جو انڈیا دورانِ قید ارسال کیا اس میں لکھا:

''پوری جماعت برزخ تک دربارِ نبوی ﷺ میں دعا میں مصروف ہے آپ دلِ جماعت ہیں۔۔۔۔۔''

تقویٰ اور پرہیزگاری:

حضرت جی کے تقویٰ کا حال یہ ہے کہ زندگی مبارک میں آج تک کبھی بازار کی چائے تک نہیں نوش فرمائی کھانے کی چیز تو بہت دور کی بات ہے۔قیمے کے سموسے دیکھ کر ایک بار فرمایا کہ چاہے زہر کھلا دو مگر یہ نہیں کھانا۔جن لوگوں نے استادِ مکرم حضرت مولانا اللہ یار خانؒ صاحب کی دنیاوی زندگی پائی ہے انھوں نے دیکھا ہے کہ اولیاء اللہ کا یہی طرزِ عمل رہا ہے۔

تذکرہ مجدد الف ثانی میں حضرت مجدد صاحبؒ کا ایک مکتوب نقل کیا گیا ہے جس میں وہ اپنے بیٹے خواجہ محمد صادقؒ کے بارے میں فرماتے ہیں: ''(خواجہ محمد صادق) آٹھ سال کی عمر میں اس قدر مغلوب حال ہو گئے تھے کہ ہمارے حضرت خواجہ صاحبؒ (حضرت خواجہ باقی باللہؒ) یہ کیفیت زائل کرنے کے لیے بازار کا کھانا جو کہ مشکوک و مشتبہ ہوتا ہے دیا کرتے تھے''۔

حضرت جی بیگ صاحب اکثر فرماتے ہیں کہ جب تہجد میں یا ذکر میں سستی آئے تو فوراً پلٹ کر دیکھو کہ رات کہاں گئے تھے اور کیا کھایا تھا۔ایک راز کی بات فرماتے ہیں کہ جس کے جتنے مراقبات قوی ہوں گے اسکا اتنا ہی ورع تقویٰ بڑھتا جائے گا۔۔۔۔''

حضرت جی کی پرہیزگاری کا اس بات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ بیرون ملک سفر صرف اور صرف اپنی محنت کی کمائی سے کرتے ہیں اور لاکھوں کی ٹکٹ کے لئے کسی سے ایک پائی نہیں لیتے۔حضرت جی حکیم ہیں اور دوا اپنے ہاتھوں سے بناتے ہیں۔انھوں نے فوج کو اسی رستے کے لیے بہت جلد خیر باد کہہ دیا اور مریدوں کی تربیت میں اپنی زندگی وقف کر دی ہے۔فوج کو چھوڑنے کے بعد انھوں نے حکمت کا کورس کیا اور خود تجربات کے ذریعے دوائیں بنائیں۔اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے سے شفا عطا کرتا ہے پھر بھی وہ اپنے نام کے ساتھ حکیم نہیں لکھتے کہ ان کے خیال میں یہ بھی فیض کے لئے ہے شہرت کے لئے نہیں۔

عجز وانکساری:

حضرت جی کی یہ عاجزانہ طبیعت ہی ہے کہ جب مریدوں کونصیحت فرماتے ہیں تو خود اپنے آپ کو بھی شامل کر لیتے ہیں۔ ۲۰۰۹ میں عمرے پر تمام مریدوں کو مخاطب کر کے بہت گہری بات فرمائی۔ ''ہم لوگ نیک نہیں ہیں، ہم نیک نہیں ہیں۔ خدارا کوئی ایسی حرکت نہ کرنا جس سے نیک لوگ بدنام ہوں''۔

حضرت جی کے علم کی اتنی ہی تصدیق کافی ہے کہ وہ محقق ہستی حضرت العلاّم فاتح اعظم حضرت مولانا اللہ یار خانؒ کے تربیت یافتہ ہیں۔ مگر ان کی عاجزی کی انتہا یہ ہے کہ بیان میں اکثر فرماتے ہیں کہ میں کوئی عالم نہیں ہوں۔ میں تو صرف ایک دل کا درد عرض کرتا ہوں۔ ایک مشہور ہستی نے اپنی تحریر میں کامل صوفی کے بارے میں فرمایا ہے۔

''ہر صوفی کو ہر عالم پر فوقیت حاصل نہیں ہے مگر کامل صوفی کو ہر عالم پر فوقیت حاصل ہے''۔

آپ اپنے شاگردوں کو بھی عاجزی کی تعلیم دیتے ہیں کہ کبھی کسی کو کم تر نہ سمجھیں۔ فرماتے ہیں ''اپنے بارے میں خوش فہمی میں مبتلا نہ ہونا اور دوسروں کے بارے میں غلط فہمی میں''۔ کسی کو نماز غلط پڑھنے پر حقیر نہ جانیں۔ جو لوگ مسجد الحرام میں کعبہ کی طرف پاؤں کر کے بیٹھتے ہیں ان کو بھی غصہ سے نہ دیکھیں کہ پتہ نہیں اس کا اپنے رب کے ساتھ کیا معاملہ ہے۔ بچہ ماں کی طرف بھی تو پاؤں کرتا ہے۔ حضرت جی نے مریدوں کو تکبر سے بچنے کی دعا سکھلائی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْکِبَرِ وَالرِّیَآءِ وَالْغُرُوْرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ کُلِّ فِتْنَةٍ وَّ شُرُوْرٍ

سنت کے پیکر:

جس نے سیرت النبی ﷺ پڑھی ہے وہ حضرت جی کو دیکھ کر تصدیق کر سکتا ہے کہ حضرت جی سنت کے پیکر اور ہمارے لئے اتباع سنت کا نمونہ ہیں۔ کسی کو غیر سنت عمل کرتے ہوئے دیکھ کر وہ بے دریغ ٹوکنے سے نہیں رکتے۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ بیان کے دوران کوئی الٹے ہاتھ سے پانی پی رہا ہو تو بیان روک کر اسکو سیدھے ہاتھ سے پانی پینے کی تلقین فرماتے ہیں۔ کوئی چیز دیتے وقت اگر سامنے والا الٹا ہاتھ بڑھائے تو اپنا ہاتھ واپس کھینچ لیتے ہیں۔ کسی کے بڑھے ہوئے ناخنوں پر نظر پڑ جائے تو فرماتے ہیں آپ نے اس جمعہ کو ناخن نہیں کاٹے۔ حضرت جی کے بیانات کا حاصل صرف اور صرف سنت رسول ﷺ ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی کا واقعہ بتاتے ہیں کہ صرف بیت الخلاء میں الٹا پاؤں رکھنے پر منازل رک گئے۔ وہ بڑے پریشان ہوئے اور اللہ کی طرف رجوع کیا تو بہ نکالی حتیٰ کہ اوپر سے آواز آئی مفہوم اس طرح کہ آپ سیدھے پاؤں سے بیت الخلاء میں داخل ہوئے تھے۔

حضرت جی فرماتے ہیں بڑی احتیاط چاہئے کپڑے پہنتے وقت، کپڑے اتارتے وقت، جوتا پہنتے وقت، جوتا اتارتے وقت، وضو میں مسواک کا استعمال، بدعتوں سے سختی سے اجتناب۔۔۔ وغیرہ۔ بزرگوں کے الفاظ اکثر دہراتے ہیں

حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّاٰتُ الْمُقَرَّبِیْن

مفہوم اسطرح کہ (اس رستے میں) نیک لوگوں کی نیکیاں بھی مقربین لوگوں کے گناہوں میں شمار ہوتی ہیں۔

رسول ﷺ کے فرمان کو بتاتے ہوئے اس قدر احتیاط فرماتے ہیں اور سکھاتے ہیں کہ کبھی یہ نہیں کہنا چاہئے کہ آپ ﷺ نے ایسا فرمایا بلکہ کہنا چاہئے مفہوم اسطرح ہے۔ اگر کوئی خواب میں بھی نبی پاک ﷺ سے کوئی بات سنے تو کہے کہ مجھے ایسے سمجھ آئی ہے فرماتے ہیں ''بہت احتیاط چاہیئے''! جماعت پر یہ اللہ تعالیٰ کا خاص انعام ہے کہ حضرت کے مریدوں کو نبی پاک ﷺ کی زیارت نصیب ہوتی ہے اور بار بار ہوتی ہے اَللّٰھُمَّ بَارِکْ فِیہ۔ یہ تصدیق ہے اس جماعت کے سچے ہونے کی ہمارے مرشد کے سچے ہونے کی۔ اُمت جانتی ہے کہ شیطان نبی پاک ﷺ کی شبیہہ نہیں بنا سکتا۔ عشقِ رسول ﷺ ان کی ذات میں گندھا ہوا ہے۔ یہ ہی وجہ ہے کہ ہر سال کثیر جماعت کو عمرے پر لے کر جاتے ہیں۔

اس کے لیے ایک طویل تفصیل ہے جو اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ قلم بند ہو جائے البتہ جو لوگ ان کی ہمراہی میں عمرے اور حج پر جاتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ وہ سنت کی پیروی میں وہ باتیں سکھاتے ہیں جو کم کتابوں میں ملتی ہیں جیسے طواف کرتے وقت دایاں پاؤں خصوصیت کے ساتھ نکالنے کو فرماتے ہیں۔ سب سے افضل طواف خانہ کعبہ اور مقام ابراہیم کے درمیان کا ہے ورنہ طواف ادا سب جگہ سے ہو جاتا ہے۔ اجتماعات میں نماز شروع کرنے سے پہلے بار بار نمازیوں کے پاؤں کا رخ درست کراتے ہیں۔ دونوں پاؤں کے درمیان کے فاصلے کو درست کراتے ہیں۔

آپ کھانا کھاتے وقت پلیٹ کو صاف ایسے کرتے ہیں کہ دیکھنے والوں کو شائبہ گزرتا ہے کہ پلیٹ دھلی ہوئی ہے۔ کوئی دانہ زمین پر گرا ہوا دیکھ لیں تو اٹھا کر منہ میں رکھ لیتے ہیں۔ سر پر ہر وقت ٹوپی رہتی ہے۔ مریدوں کو بھی سر ڈھکنے کی تاکید فرماتے ہیں کہ یہ سنت مئوکدہ ہے۔ رسول ﷺ کی سنت سادگی ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی پسند کا رنگ سفید میں نہایت ہی سادہ کپڑا زیب تن فرماتے ہیں جو مریدوں کے تقاضے پر ان کو عطا بھی کر دیا کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی پسند خوشبو کو پسند فرماتے ہیں۔ مدینہ منورہ جاتے وقت تمام جماعت کو سفید رنگ کے کپڑے پہننے کی تاکید فرماتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی سنت میں بچوں پر بے انتہا شفقت فرماتے ہیں اور ان سے لاڈ پیار کرتے ہیں۔ عورتوں کے بارے میں نبی کریم ﷺ کی وصیت جو انھوں نے اپنے وصال سے قبل کی تھی اس وصیت اور حکم کے پیش نظر سختی سے عورتوں کے ساتھ حسنِ سلوک کی تاکید فرماتے ہیں۔ اکثر اجتماعات میں بھی تنبیہ فرماتے ہیں۔ مسنون حدیث کی دعائیں وقتاً فوقتاً یاد کراتے رہتے ہیں جن میں صبح و شام کی مسنون دعائیں قابلِ ذکر ہیں۔

تزکیہءِ نفس کی تعریف اس طرح کرتے ہیں کہ یہ صرف اور صرف شریعت کی پابندی سے حاصل ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا اتباع ہی تزکیہءِ نفس ہے۔ فرماتے ہیں ضربیں تزکیہءِ نفس کی پہلی سیڑھی ہیں۔ نفس کو مار انہی سے پڑتی ہے۔

مرشد ہو کر مریدوں کی مالی امداد فرماتے ہیں۔ کبھی دوا کی قیمت کی یاد دہانی بھی نہیں کراتے اور ضرورت مند مریدوں کو مفت دوا عطا کرتے ہیں۔ کوئی مرید دور سے ملنے آ جائے تو اسکے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ایک دفعہ ایک صاحب ان سے ملنے کے بعد باہر آئے اور رونے لگے کہ اتنا پیار تو مجھے میرے گھر والوں سے بھی نہیں ملا۔

ان کے گھر کے دروازے ہر وقت مریدوں سے ملاقات کے لئے کھلے رہتے ہیں۔ مریدوں کی فون کالز وہ خود attend کرتے ہیں یا ان کے گھر والے۔ ان کالز اور مریدوں سے ملاقات کے لئے انھوں نے کوئی چپراسی یا نوکر نہیں رکھا۔ حتیٰ کہ آرام کے وقت بھی اکثر فون اٹھا لیتے ہیں۔ ایک بار نیند میں مُخل کرنے پر مرید نے شرمندہ ہو کر پوچھا کہ حضرت کون سا ٹائم بہتر ہے آپ سے بات کرنے کا تو پیار سے فرمایا کہ جب آپ کا دل چاہے کر لیا کریں۔ عید والے دن ان کالز کی تعداد تین سو تک جا پہنچتی ہے مگر ان کے گھر والے بھی کسی سے تکلیف کی شکایت نہیں کرتے۔

خطاطی اور قراءت:

حضرت جی نے قرأت اپنے بچپن میں با قاعدہ سیکھی ہوئی ہے۔آپ نے فوج میں قرأت کے مقابلے میں اول پوزیشن حاصل کی تھی جس کے انعام میں آپ 1980ء میں حج پر تشریف لے گئے تھے۔حضرت نے بیسیوں آدمیوں کو قرآن ختم کروایا ہے۔آپ کو تجوید پر عبور حاصل ہے۔کئی افراد نے آپ سے تجوید سیکھی ہے آپ کو قرآن اسقدر حفظ ہے کہ سننے والوں کو آپ کے حافظ ہونے کا گمان ہوتا ہے۔اکثر امریکہ کینیڈا کے اجتماع میں حضرت مریدوں سے سورتیں سن کران کو صحیح کراتے ہیں۔

حضرت کو اللہ تعالیٰ نے خطاطی کی قدرتی مہارت عطا کی ہے۔مرید آپ کی ہینڈ رائٹنگ میں درخواست کر کے دعائیں لکھواتے ہیں۔

ادب اور عقیدت مندی:

آپ بار بار فرمایا کرتے ہیں

الدِّینُ کُلُّہٗ اَدَبٌ

یعنی ''دین سارے کا سارا ادب ہے''۔

فرماتے ہیں دنیا میں جس کسی نے کچھ پایا ہے وہ ادب سے ہی پایا ہے اکثر یہ مصرعہ دہراتے ہیں کہ 'بے علم نا تواں خدارا شناخت'۔یعنی بے ادب خدا کو نہیں پہچان سکتا فرماتے ہیں ادب اس رستے کی بنیادی شرط ہے کہ یہ معرفتِ الٰہیہ کا رستہ ہے۔

آپ اپنے مرشد کا اس قدر ادب کیا کرتے تھے کہ ایک دفعہ اعلیٰ حضرت مولانا اللہ یار خاں صاحبؒ نے آپ سے پوچھا کہ بیگ صاحب کیا آپ کہیں (کسی مدرسے) کے طالبِ علم رہے ہیں؟ حضرت جی کو اپنے شیخؒ سے مثالی محبت اور عقیدت تھی۔ان کی تکریم اور ان سے محبت آپ کو اپنے ماں باپ سے بھی زیادہ تھی۔شیخ سے محبت اہلِ سلوک کا خاصہ ہے اور حضرت اس میں بہت آگے ہیں۔حضرت جنید بغدادیؒ کو بھی اپنے شیخ حضرت سری سقطیؒ سے اسی قدر محبت تھی۔اپنے والد کے انتقال پر انھوں نے فرمایا کہ ''میں ابھی یتیم نہیں ہوا''(ماخوذ کتاب ''اللہ کے سفیر'') چونکہ حضرت سری سقطیؒ اس وقت حیات تھے۔ہمارے حضرت جی بیگ صاحب بھی انہی کے روحانی پوتے ہیں۔حضرت ان کا نام لینے کے بجائے انھیں دادا جان کہتے ہیں۔اعلیٰ حضرتؒ کو بھی مریدوں میں سب سے زیادہ آپ ہی سے محبت تھی۔پہلی بار جب آپ اپنے مرشد سے ملاقات کے لئے گئے تو کسی نے آپ کو طالبِ علم سمجھ کے کہا کہ آپ سر کے بال صاف کروالیں یا پٹے رکھ لیں۔ یہ سن کر استادِ مکرمؒ نے فرمایا کہ مولوی صاحب! یہ اس طرح بھی لگے رہیں تو بڑی بات ہے۔مصیبت یہ ہے کہ ان کو پہچانے کون۔یہ وہی کپتان صاحب ہیں جن کے بارے میں میں نے آپ کو خط لکھا تھا۔''

مزاج شناس:۔

یہ وہ اعزاز ہے جو حضرت کے پیرومرشد نے آپ کو بذاتِ خود عطا کیا۔اعلیٰ حضرت مولانا اللہ یار خاںؒ کا فیض موسوی تھا اور ان پر جلال غالب تھا۔آپ نے حضرت جی بیگ صاحب کے بارے میں فرمایا کہ یہ شیخ کے مزاج شناس ہیں۔اعلیٰ حضرت آپ کی بات اس وقت بھی سن لیا کرتے تھے جس وقت ان سے بات کرنے کی کسی میں ہمت نہیں ہوتی تھی۔

محنت اور مشقت:۔

حضرت جی کی محنت کو اللہ تعالیٰ نے قبول کیا اور آپ کو کثیر روحانی جماعت بنانے کی سعادت بخشی۔آپ پورے سال اجتماعات میں مصروف رہتے ہیں۔آپ کی زندگی کا ہر لمحہ فی سبیل اللہ ہے۔اس وقت جبکہ 2010 چل رہا ہے۔حضرت اپنی طبیعت کی ناسازی کو بھی خاطر میں نہیں لاتے۔جہازوں سے سفر کرنے والے جانتے ہیں کہ ڈیڑھ دو مہینے میں دو بار جہاز کا سفر کرنے سے انسان کسقدر تھکاوٹ محسوس کرتا ہے۔جوانوں کے پاؤں میں بھی سوجن آنا عام بات ہے۔مگر حضرت جی امریکہ،کینیڈا سفر کے چوبیس چوبیس گھنٹے برداشت کرتے ہیں۔جب وہ امریکہ پہنچتے ہیں تو ان کے پاؤں سوجھے ہوئے ہوتے ہیں۔یہ اجتماع متحدہ عرب امارات سے شروع ہوتا ہے۔حضرت کے مریدوں میں عرب مرید بھی شامل ہیں۔دنیا کی تاریخ میں ایسا کم ہوا ہے کہ کنواں پیاسوں کے پاس پہنچ کر ان کو سیراب کرے۔

ذکر میں جو محنت حضرت نے اپنے استادوں کے دور میں کی تھی۔اس کا رنگ ان پر بخوبی عیاں ہے۔آپ تحدیثِ نعمت کے طور پر فرماتے ہیں کہ اس قوت سے ضربیں لگاتے تھے جیسے پوری آدھی جماعت کی ضربیں۔ایسے جیسے مشین کی طرح۔آپ شاگردوں کو بھی بار بار فرماتے ہیں کہ قوت سے ضربیں لگائیں سستی نہ کریں۔

اعلیٰ حضرت استادِ مکرمؒ نے خود آپ کی تعریف فرمائی جبکہ آپ انڈیا کی قید سے 1974 میں واپس آ چکے تھے۔لاہور کی مسجد اکھاڑہ بوٹا مل میں اعلیٰ حضرت مولانا اللہ یار خاں صاحب رحمت اللہ علیہ نے فرمایا ’’بیگ صاحب ضربیں لگائیں یا نہ لگائیں ان کے لئے برابر ہے‘‘۔

فکرِ آخرت:۔

آپ کی تعلیمات میں سب سے اہم بات آخرت کی فکر اور اس کی تیاری کرانا ہے۔جیسے استاد اپنے شاگردوں کو کمرہِ امتحان میں بیٹھنے کی مشقیں کراتا ہے۔آپ فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے صرف پانی کا ہی حساب لے لیا تو کیا ہوگا۔فرماتے ہیں کہ برزخ میں سب سے زیادہ پکڑ لین دین کی ہے چنانچہ اپنے معاملات کی درستی رکھیں۔ ہر بیان میں نصیحت فرماتے ہیں کہ جتنی مشکلات آئیں پیچھے نہ ہٹنا اور اللہ کا نام نہ چھوڑنا۔ فرماتے ہیں کہ جو جتنا نیک بندہ ہوتا ہے اتنے زیادہ اس کو تفکرات ہوتے ہیں۔یہ بھی فرماتے ہیں کہ ڈاکو وہیں آتا ہے جہاں خزانہ ہوتا ہے تاکہ مرید شیطان کے بہکاووں سے ہمت نہ ہار دیں۔ان کی ان تسلی آمیز نصیحتوں سے مریدوں کی ایمانی کی قوت میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔

خوش گفتار اور خوش مزاج:۔

حضرت جی کا اپنے مریدوں سے اس حد تک مشفقانہ اور دوستانہ انداز ہے کہ مرید بلا تکلف آپ سے ہر بات کہہ دیتے ہیں ہر بات پوچھ لیتے ہیں۔بعض اوقات حضرت الفاظ یا الفاظوں کا ایسے استعمال کرتے ہیں کہ سنے والے محظوظ ہو جاتے ہیں۔جیسے فرماتے ہیں سستی کو سُست چھوڑ آئیں۔(سُست ایک مقام کا نام ہے جو گلگت سے چین جاتے ہوئے راستے میں آتا ہے) جب کسی سے رنجش پہنچے تو فرماتے ہیں کہ فلاں ’’نالہ ایک‘‘ ہے۔(یہ شہر سیالکوٹ میں ایک نالہ کا نام ہے) بجائے نالائق کہنے کے۔

اجتماعات میں فجر کی نماز کے بعد حضرت مریدوں کے ساتھ وقت گزارنا پسند فرماتے ہیں اور اشراق تک علمی محفل قائم ہوتی ہے۔جس میں حضرت اکثر پرانے قصے سناتے ہیں وہ بھی نصیحتوں سے لبریز ہوتے ہیں۔اس میں شاگردوں سے سوال و جواب کرتے ہیں۔یہ ہی محفل ہوتی ہے

جس میں ہر موضوع پر بات چیت ہوتی ہے چاہے حکمت سے متعلق ہو یا تاریخ کی کوئی بات۔ جنّوں کی باتیں ہوں یا انسانوں کی۔ یہ وہ خاص وقت ہے جب خاص دعاؤں کا اذن دیا جاتا ہے۔

حضرت کا یہ انداز دنیا میں بہت قلیل استادوں کا رہا ہے۔ زیادہ تر اولیاءاللہ پر جلال غالب ہوا کرتا ہے۔ حضرت کی نرم مزاجی بھی سنت ہے اور لوگ جانتے ہیں کہ ہمارے پیارے نبی ﷺ بھی صحابہ کے ساتھ اشراق تک بیٹھنا کس قدر پسند فرماتے تھے۔

حضرت کے پاکستان واپس تشریف لے جانے کے بعد مریدان محفلوں کو یاد کر کر کے روتے ہیں اور اگلے سال کے اجتماع کے لئے دن گننا شروع کر دیتے ہیں۔ اللہ رب العٰلمین آپ کو طویل صحت مند زندگی عطا فرمائے کہ یہ رونقیں حضرت کے دم سے ہی ہیں (آمین)

باذوق:۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو تیز قوتِ حافظہ عطا فرمایا ہے۔ آپ ذکر اور مراقبہ کے دوران قرآنی آیات کے علاوہ اشعار بھی پڑھتے ہیں جس سے ذاکرین کی ضربوں میں قوت آجاتی ہے۔ چونکہ وہ اشعار عشق الٰہی اور عشقِ رسول ﷺ پر مبنی ہوتے ہیں۔ آپ صحابی حضرت حسان بن ثابتؓ اور حضراتِ اولیااللہ میں حضرت سعدیؒ، حضرت مولانا جامیؒ، حضرت جلال الدین رومیؒ، مولوی غلام رسول صاحبؒ حضرت سلطان باھوؒ اور دوسرے اولیاءاللہ کے اشعار خصوصیت کے ساتھ پڑھتے ہیں۔

چاہے اشعار فارسی کے ہوں یا عربی میں، چاہیے اردو میں ہوں یا پنجابی میں آپ کا مخصوص انداز انہیں دلوں میں اتارنے کا باعث بنتا ہے۔ اکثر اوقات مریدوں کے آنسو گرتے چلے جاتے ہیں تو کبھی اندر ہی اندر چیخیں نکل جاتی ہیں۔ آپ مریدوں کی فرمائش پر ان کو اشعار لکھ بھی دیا کرتے ہیں۔

مہمان نوازی:۔

حضرت جی بیگ صاحب انتہائی مہمان نواز ہستی ہیں۔ آپ کے گھر جو مرید مہمان بن کر چلا جائے آپ اس کی خوب خاطر تواضع کرتے ہیں۔ آپ کے گھر والے بھی اس مہمان داری میں پیش پیش ہوتے ہیں۔ اور تو اور جب آپ اجتماع پر تشریف لے جاتے ہیں جبکہ آپ خود بھی مہمان ہوتے ہیں باہر سے یعنی دوسرے شہر سے آنے والوں کی خاطر مدارت کا خود خیال رکھتے ہیں۔ جب وہ واپس سفر پر جانے لگیں تو راستے کے لئے کھانا پیک کرواتے ہیں۔ کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ مرید کے لئے کرسی کھینچ کر رکھتے ہیں تاکہ وہ بیٹھ جائے۔ جو تحائف لوگ حضرت کے لئے رکھ جاتے ہیں۔ وہ انھیں مریدوں میں بانٹ کر جاتے ہیں۔

آپ خود فرماتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت کے دور میں جب کسی ساتھی نے آجانا تو خوشی سے پاؤں زمین پر نہیں ٹکتے تھے۔ ساتھیوں سے انتہا کی محبت ہوا کرتی تھی۔ ایسا بھی ہوا ہے کہ ایک مرید اپنی فیملی کے ساتھ بہت دور سے حضرت سے ملنے آئے تو حضرت نے ان کو اپنی ذاتی خواب گاہ ہفتے بھر کے لئے دے دی۔ اللہ ہی جانے آسمان کے نیچے یہ منظر پہلے بھی کسی نے دیکھا ہو۔

سعادت حرمین شریفین:۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے یہ لگاتار چوبیسواں سال ہے کہ جو جماعت حضرت کی معیت میں بفضل اللہ عمرے پر جا رہی ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا رہا ہے کہ سال میں دو دو بار بھی آپ کو حرمین جانے کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔ پوری دنیا سے ساتھی اس اجتماع کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ آپ نے کُل سات حج کئے ہیں۔ پانچ حج میں آپ جماعت کو لے کر گئے ہیں۔ آپ نے پہلا حج اعلیٰ حضرت کی زندگی میں 1980ء میں کیا تھا۔ جبکہ آپ قرأت میں اول پوزیشن آنے پر انعام کے طور پر گئے تھے۔ اور دوسرا حج 1983 میں حضرت جیؒ کی حیات میں ہی کیا تھا۔ آپ نے 1977 کا پہلا عمرہ استادِ مکرمؒ کی معیت میں کیا تھا۔ اولیاء اللہ کی تاریخ میں جہاں سب سے بڑی جماعت بنانے کی سعادت حضرت کے حصے میں آئی ہے وہاں سب سے زیادہ مریدوں کو ساتھ عمرے اور حج پر لے جانے کا اعزاز بھی آپ ہی کو حاصل ہوا ہے۔ گو کہ دنیا میں تبلیغی جماعتیں کم نہیں ہیں مگر یہ روحانی جماعت صوفیاء کی وہ جماعت ہے جو صدیاں گزر جانے کے بعد تیار ہوتی ہے۔

مکتہ المکرّمہ اور مدینہ طیبہ میں دو وقت ذکر کا معمول برقرار رہتا ہے۔ کھانا ذاکرین خود تیار کرتے ہیں۔ بازار کی پکی ہوئی چیزوں سے مکمل اجتناب کیا جاتا ہے۔ اس ضمن میں دونوں بھائی ناظم صاحب اور صالحین صاحب اور خالد مکی صاحب کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ طواف کرتے ہوئے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ رستہ بنتا چلا جا رہا ہے۔ امامِ حرم شریف وہی آیتیں تلاوت کرتے ہیں جو حضرت اپنی نماز میں کیا کرتے ہیں جیسے ان کو بھی الہام کیا گیا ہے کہ اللہ کا ایک مقبول بندہ اللہ کے گھر مہمان بن کر آیا ہے۔ جماعت کے ساتھ جب نماز کے لئے نکلتے ہیں تو لوگ ان کو غور سے دیکھتے ہیں۔ سب سفید لباس اور شرعی داڑھی کے ساتھ جیسے ایک ہی سانچے سے نکلے ہوئے۔ یہ سانچہ جو سنتِ رسول ﷺ کا تیار کردہ ہے ان کو یہ فرق صاف نظر آتا ہے۔ ساتھیوں کو نظر بد لگ جانے سے احتیاط کے لئے حضرت سب کو اکھٹا جانے سے منع فرماتے ہیں۔ حضرت کا معمول ہے کہ آپ حرم شریف میں رکن یمانی کے سامنے بیٹھتے ہیں۔ یہ وہی مقام ہے جہاں نبی پاک ﷺ ذکر کیا کرتے تھے۔ ان کے انوارات اُسی جگہ گرتے ہیں۔ اسکے علاوہ مسجدِ نبوی ﷺ بھی اسی رخ پر ہے۔ (مبشرات از اسرارِ حرمین شریفین)

جماعت جب مدینہ پہنچ کر حضرت کی معیت میں سلام پیش کرنے جاتی ہے تو وہ ایک روح پرور منظر ہوتا ہے۔ اس وقت تمام مرید اپنے امام کی اقتدا میں پیچھے پیچھے ساتھ جاتے ہیں۔ وہاں کی کیفیات تحریر میں لائی ہی نہیں جاسکتیں۔ آقاء نامدار محبوب دو جہاں ﷺ کے پاس جسمانی طور پر پہنچنا عام سعادت نہیں ہے۔ جس کی روحانی ترقی اللہ کو منظور ہوتی ہے۔ حضرت اس کو مدینہ میں ہی کرواتے ہیں کہ تمام ہیڈ کواٹروں کا ہیڈ کواٹر یہی ہے۔ غرض یہ کہ ہمارے مرشد حضرت محمد احسن بیگ صاحب کے بارے میں وہی جانے جس نے آپ کے ساتھ کچھ وقت گزارا ہو۔ قلم اسکو سمیٹنے سے قاصر ہے۔ سمندر کو کوزے میں بند کرنے کے مصداق ہے۔

خوش نصیب ہے یہ زمین اور یہ دور کہ حضرت اس وقت اللہ کے کرم سے اس پر موجود ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ جبکہ دنیا والوں کی اکثریت شیطان کے ہتھے چڑھ چکی ہے اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے دروازے بند نہیں کئے۔ اب بھی وقت ہے۔ حضرت شاہ صاحب مدظلہ العالیٰ جو اعلیٰ حضرت مولانا اللہ یار خاں صاحبؒ کے ایک اور خلیفہ ہیں نے ایک دفعہ کسی مولوی صاحب کو فرمایا کہ ''مولانا وقت ہے شئے لے لو بعد میں نہ ملے گی، ترسو گے''۔

حضرت جی بیگ صاحب تحدیثِ نعمت کے طور پر فرماتے ہیں کہ جس کسی کو اس رستے کی طلب ہو وہ ہمارے پاس آجائے اور کچھ دن گزارے۔

آخر میں تمام جماعت کے لئے حضرت استادِ مکرمؒ کی نصیحت ہے حضرت بیگ صاحب کے بارے میں جو انھوں نے اپنے ایک مرید میجر غلام سرور صاحب کو 1973 میں تحریر فرمائی:

''۔۔۔۔خیال کرنا میجر بیگ صاحب کا دامن مضبوطی سے تھامنا۔ان کی عزت دل میں ہو ایسا نہ ہو کہ کسی کو اپنی میجری کا خیال ہو کسی کو کپتانی کا کسی کو کرنیلی کا'

مصرع: کاندریں راہ فلاں اِبن فلاں چیزے نیست

ایسا شیخ مل جائے تو اس کی جتی (جوتے) کی دھوڑ (خاک) بن جائے:

چنیں یارے کہ یابی خاک اوشو اسیر حلقہ فتراک اوشو

کہ باشد دوست آں یار خدائی دلش روشن زنور آشنائی

نماز، ذکر کی پابندی (اور) صحبت بیگ کو تریاق خیال کرنا۔آپ لوگوں کو جو ملے گا۔وہ صحبت بیگ سے ملے گا۔جن پر بیگ راضی تمام مشائخ راضی، جن پر بیگ ناراض تمام مشائخ ناراض۔بلکہ خدا رسول بھی ناراض مسئلہ سلوک میں''۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ چراغ معرفت یونہی جلتا رہے اور اس سے جلنے والے چراغ بھی ہمیشہ جلتے رہیں۔اللہ تعالیٰ حضرت کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔انہیں لمبی عمر عطا فرما کر ہمارے سروں پر ان کے سائے کو ہمیشہ ہمیشہ سلامت رکھے کہ بعد اس سائے کے دھوپ میں جلنے کی سکت ہم میں نہیں ہے۔آمین ثم آمین

(دارالسالکین، امریکہ نیوجرسی)